مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

تبلیغ ۱۳۴۹ ہش فروری ۱۹۷۰ء

جناب ظفر اللہ الیاس صاحب آف نائیجیریا محترم صدر صاحب و عہدیداران
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہمراہ

(تعارف صفحہ ۴۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

قیمت سالانہ : چھ روپے مدیر : محمد اسلم شاد منگلا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(ارشاد المصلح الموعودؓ)

"تیری عاجزانہ راہیں اسکو پسند آئیں"
(الہام المسیح الموعودؑ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۶ — شمارہ ۲

ذوالقعدہ / ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ ❊ تبلیغ ۱۳۴۹ ہش

فروری ۱۹۷۰ء

قیمت سالانہ: چھ روپے ❊ قیمت فی پرچہ ۶۰ پیسے

محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا۔

مندرجات

اداریہ

گذارشات

یوم مصلح موعودؓ

۲۰ر فروری کا دن تاریخ احمدیت میں "یوم مصلح موعودؓ" کہلاتا ہے۔ کیونکہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء وہ عظیم الشان دن ہے جس روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر مصلح موعود کی پُرشوکت اور مشہور پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود باجود میں پوری ہوئی۔ اور آپ کے نفسِ مطہرہ میں وہ تمام اوصافِ حمیدہ جو پیشگوئی میں مذکور تھے بدرجۂ اتم و اکمل دُنیا نے مشاہدہ کئے۔

آپ کے سنہری دورِ خلافت میں جماعت نے غیر معمولی ترقی کی۔ آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بعض نہایت ہی نامساعد حالات میں جماعت کی ڈگمگاتی کشتی کو سہارا دیا اور اسے ساحلِ مراد سے ہمکنار کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیشِ نظر اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں بڑے بڑے مقاصد تھے۔ جن میں سے بعض حضورؓ کی زندگی ہی میں آپ کو حاصل ہوئے اور بعض ابھی باقی ہیں۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے قارئین خالد پر بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ مثلاً حضور کے مقاصد کی تکمیل کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے "فضلِ عمر فاؤنڈیشن" کا قیام فرمایا ہے۔ یوم مصلح موعودؓ ہمیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے جدوجہد کرنے کی یاد دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

تفسیر سُورۂ فاتحہ

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے "سلطان القلم" کے خطاب سے نواز اتھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی راہ میں سیف کا کام قلم سے دکھائیں گے۔ چنانچہ آپ نے اپنے اس فرضِ منصبی کو کماحقہٗ ادا کیا۔ اور اسلام کے دفاع میں خود کو جری اللہ ثابت کیا۔ جس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے۔ آپ نے اعلان فرمایا ؎

"وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے ❊ اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے اُمیدوار

انہی گراں بہا خزائن میں سے جو آپ نے دنیا کو دیئے ایک گنجینہ گرانمایہ سُورۂ فاتحہ کی وہ لاجواب تفسیر ہے

جو آپ نے اپنی متعدد کتب میں اسلام کی حقانیت کے سلسلہ میں بیان فرمائی۔ آپ نے تمام مذاہب کے متبعین کو چیلنج کیا کہ وہ اپنی مذہبی کتب سے قرآن پاک کے اس چھوٹے سے حصہ کے مقابلہ میں جو صرف سات آیات پر مشتمل ہے حقائق و معارف بیان کریں۔ اگر وہ مجھ سے بڑھ کر معارف بیان کر سکیں تو ان کو ۵۰۰ روپیہ انعام پیش کیا جائیگا۔ (اب یہ انعام خلیفۂ راشد حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے پانچ گنا بڑھا دیا ہے) مگر سے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ✽ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اب یہ دُرِ منثورہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حسبِ منشاء ایک مجموعہ کی شکل میں نہایت دیدہ زیب صورت میں منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ سورۂ فاتحہ کی یہ جلد ہر نوجوان کی بغل میں ہونی چاہیئے۔ جسے وہ اپنے خصوصی مطالعہ میں رکھے۔

خصوصی دُعا کی تحریک۔

۹؍صلح ۱۳۴۹ہش کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آخر میں احبابِ جماعت کو دو عظیم الشان مقاصد کی تکمیل کے بارہ میں خصوصی دعا کی تحریک فرمائی تھی۔

اوّل آپ نے فرمایا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ جماعت کے پاس ایک نہایت مضبوط اور وسیع پریس ہو۔ تاکہ اسلام کی اشاعت کے لئے ہم اس ذریعہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے انتہائی جدوجہد اور ایک زرِ کثیر کی ضرورت ہوگی احباب دُعا فرماویں خدا تعالےٰ اپنے فضل سے اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

دوم حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے کہ عالمگیر سطح پر اعلائے کلمۂ توحید کے لئے ایک شارٹ ویو ٹرانسمٹنگ سٹیشن ہمارے پاس ہو جو چوبیس گھنٹے کھلا رہے۔ حضور نے فرمایا۔ اگر بے دین اقوام اپنے مادی مقاصد کی تشہیر کے لئے ان ذرائع سے کام لیتے ہیں تو ہم کیوں نہ خدا اور اس کے رسولؐ کے نام کی سربلندی کے لئے ان ذرائع سے کام لیں۔ اس مقصد کے لئے بھی ایک عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے اسکے علاوہ اس میں کچھ رکاوٹیں اور مشکلات بھی ہیں۔ احباب دعا فرماویں خدا تعالیٰ اپنے فضل خاص سے یہ تمام سامان بہم پہنچائے اور مشکلات اور رکاوٹیں درمیان سے اٹھا دے۔

(ص - م - م)

معارف القرآن

صحابہ رضی اللہ عنہم کی پانچ صفات

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ (النّٰزعٰت ۲ تا ۶)

(قسم ہے مضبوط تیر اندازوں، مضبوط گرہ باندھنے والوں، فنونِ جنگ کے ماہروں، سبقت لے جانے والوں اور عمدہ تدبیر کرنے والوں کی۔)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"فرماتا ہے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۔ ہم مسلمانوں کے اُن گروہوں کو اپنے دعویٰ کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو تیر انداز ہوں گے۔ اور ایسے تیر انداز ہونگے کہ اِغْراق کی کیفیّت ان کو حاصل ہوگی۔ یعنی جب وہ اس کام پر لگیں گے تو انہیں تن بدن کا ہوش نہ رہیگا۔ اور وہ اس کام اور مقصد کو اس کی انتہا تک پہنچا دیں گے۔ یہ صحابہؓ کے گروہ ہیں۔۔۔۔۔۔۔

اس کے بعد آیت ہے وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس جنگ کا نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ مسلمان مارے جائیں۔۔۔۔۔ بلکہ جیتیں گے اور رسّیوں سے اپنے دشمنوں کو باندھیں گے اور قید کرینگے چنانچہ بدر کی جنگ میں بہت سے قیدی ہاتھ آئے اور رسّیوں سے ہی باندھے گئے۔

وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ وہ فنونِ جنگ کے بڑے ماہر اور تیراک ہو جائینگے ۔۔۔۔۔ یہ نظارہ بھی صحابہؓ نے دکھایا کہ وہ فنونِ جنگ کے ایسے ماہر ہو گئے کہ بعد میں جب قیصر و کسریٰ کی تجربہ کار اور تنخواہ دار فوجوں سے ان کا مقابلہ ہوا تب بھی یہ لوگ ان پر غالب رہے۔۔۔۔۔

پھر فرمایا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا۔ ہم ان گروہِ مسلمین کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔۔۔۔۔۔۔

اور آخر فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کا زمانہ آجائیگا اور زمامِ حکومت اُنکے ہاتھ میں آجائے گی۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم نصف اوّل صفحہ ۹۹ تا صفحہ ۱۰۲)

درسِ حدیث

تین باتوں کو یاد رکھو

عَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ الْاَنْمَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "ثَلَاثَۃٌ اُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَۃٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَۃً صَبَرَ عَلَیْھَا اِلَّا زَادَہُ اللّٰہُ عِزًّا۔ وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَۃٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ اَوْ کَلِمَۃً نَحْوَھَا۔ (ترمذی کتاب الزھد)

ابو کبشہ عمرو بن سعد انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تین باتوں کے مؤثر ہونے کے بارے میں میں قسم کھا سکتا ہوں۔ تم ان باتوں کو یاد رکھو:۔

اوّل یہ کہ صدقہ سے کسی کا مال کم نہیں ہوتا۔

دُوسرے کوئی مظلوم جب ظلم پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے بدلے میں اس کو عزت دیتا ہے۔

تیسرے جب کوئی انسان اپنے لئے سوال اور مانگنے کا دروازہ کھول لیتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ غربت اور احتیاج کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

تدبیر اور دُعا ہر دو سے کام لو

"ضروری امر یہ ہے کہ پہلے یہ سمجھ لے کہ تقویٰ کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ تقویٰ تو یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدگی سے بچے۔ اور اس کے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارہ تک نہ پہنچے۔ اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے۔ جو اس کا حق ہے کہ گداز ہو جاوے۔ بیٹھ کر، سجدہ میں، رکوع میں، قیام میں اور تہجد میں۔ غرض ہر حالت اور ہر وقت اسی فکر و دُعا میں لگا رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے۔ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے۔ اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راستباز اور صادق ٹھہر جاوے۔ لیکن یہ نعمت نہ تو نری تدبیر سے حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ نری دعا سے بلکہ یہ دعا اور تدبیر دونوں کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص نری دعا ہی کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا۔ وہ شخص گناہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ ایسا ہی جو نری تدبیر کرتا ہے اور دُعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا اور خدا تعالیٰ سے استغنا ظاہر کر کے اپنی تجویز اور تدبیر اور زورِ بازو سے نیکی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ......

اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اُٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کلّی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے۔ جب تک تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو کچھ نہیں۔ اور دُعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔ جس کھڑکی کی راہ سے معصیت آتی ہے۔ پہلے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بند کیا جاوے۔ پھر نفس کی کشاکش کے لئے دعا کرتا رہے۔ اسی کے واسطے کہا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ اس میں کس قدر ہدایت تدابیر کو عمل میں لانے کے واسطے کی گئی ہے۔ تدابیر میں خدا کو نہ چھوڑے۔ دوسری طرف فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ پس اگر انسان پورے تقویٰ کا طالب ہے تو تدبیر کرے اور دعا کرے۔"

(ملفوظات جلد ششم صـ ۳۳۷-۳۳۹)

تبرکات

اَبرِ رحمت خُدا ہی برسائے

(کلام سیّدنا حضرت مُصلح موعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

لگ رہی ہے جہان بھر میں آگ
گھر میں ہے آگ رہ گزر میں آگ

بھائی بھائی کی جان کا بیری
لب پہ ہے صلح اور بَر میں آگ

دشمنی کی چلی ہوئی ہے رَو
بات میٹھی ہے پَر نظر میں آگ

کِس پہ انسان اعتبار کرے
زور میں آگ ہے تو زر میں آگ

مٹی پانی کا ایک پُتلا تھا
بھر گئی کیسے؟ پھر بشر میں آگ

ابنِ آدم کو لگ گیا کیا روگ
آگ ہے دل میں اور سر میں آگ

کیسے نکلی ہے نور سے یہ نار
باپ میں نور تھا پسر میں آگ

کھا رہی ہے جحیمِ دُنیا کو
شہر میں آگ ہے نگر میں آگ

اُن کو جنّت سے واسطہ ہی کیا
ہو لگی جن کے بام و در میں آگ

بن نہ بدخواہ تو کِسی کا بھی
خیر میں ثلج ہے تو شر میں آگ

ابرِ رحمت خدا ہی برسائے

ہے بھڑک اٹھی بحر و بَر میں آگ

خلافت جوبلی علم انعامی

حاصل کرنیوالی

مجالس خدام الاحمدیہ

سال ۱۳۴۸ ہش / ۱۹۶۹ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کی کارکردگی کے لحاظ سے نمایاں کام کرنے والی مندرجہ ذیل مجالس کا نام سرِفہرست ہے۔ ان میں سے دو مجالس ڈرگ روڈ اور لائلپور اوّل قرار پائیں۔ اسی طرح مجلس سرگودھا شہر دوم اور مجلس کراچی سوم نمبر پر آئی۔

بتاریخ ۲۷ فتح ۱۳۴۸ ہش سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے ڈرگ روڈ اور لائل پور کے قائدین اضلاع کو "خلافت جوبلی علم انعامی" عطا فرمایا۔ اور سرگودھا اور کراچی کے قائدین کو سنداتِ خوشنودی عطا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان مجالس کو مبارک کرے اور دوسری مجالس کے اندر بھی یہ اعزاز پانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

۱۔ مجلس ڈرگ روڈ		اوّل
۲۔ مجلس لائل پور		"
۳۔ مجلس سرگودھا شہر		دوم
۴۔ مجلس کراچی		سوم
۵۔ مجلس بھیرہ

۶۔ مجلس خوشاب
۷۔ " ملتان
۸۔ " گنج مغلپورہ
۹۔ " شہر لاہور
۱۰۔ " ربوہ

نوٹ:۔ علم انعامی کے مقابلہ میں شامل ہونے والی مجالس کا شعبہ وار جائزہ صفحہ ۔۔۔ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(مہتمم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

خلافت جوبلی علمِ انعامی

اور

مجالس خدام الاحمدیہ

خلافت جوبلی کی مبارک تقریب پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ایک عَلمِ انعامی تیار کروایا تھا۔ یہ عَلمِ انعامی ہر سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس مجلس کو دیا جاتا ہے جو کارکردگی کے لحاظ سے سب مجالس میں اوّل قرار پائے۔ اب تک مندرجہ ذیل مجالس کو عَلمِ انعامی حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے:-

سال	مجلس	سال	مجلس
۱۹۳۹ء	مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ (اڑیسہ)	۱۹۵۹-۶۰ء	مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی
۱۹۴۰ء	" " " گوجرانوالہ	۱۹۶۰-۶۱ء	" " " کراچی
۱۹۴۱ء	" " " چک ۹۹ شمالی سرگودھا	۱۹۶۱-۶۲ء	" " " لائلپور
۱۹۴۲ء	" " " دارالرحمت قادیان	۱۹۶۲-۶۳ء	" " " کراچی
۱۹۴۳ء	" " " لاہور	۱۹۶۳-۶۴ء	" " " ربوہ
۱۹۴۴ء	" " " دارالبرکات قادیان	۱۹۶۴-۶۵ء	" " " ربوہ
۱۹۴۵ء	" " " حلقہ مسجد مبارک قادیان	۱۹۶۵-۶۶ء	" " " ربوہ
۱۹۴۶ء	" " " کراچی	۱۹۶۶-۶۷ء	" " " لائلپور
۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۱ء	کسی مجلس کو نہیں دیا گیا۔	۱۹۶۷-۶۸ء	" " " لائلپور
۱۹۵۲ء	مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی	۱۹۶۸-۶۹ء	" " " ڈرگ روڈ
۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۹ء	" " " کراچی		

(ملک رفیق احمد)

خدام الاحمدیہ

(مکرم محمد عثمان صاحب صدیقی ایم۔ اے)

عزم میں کیسے جواں خدام ہیں
ہمتوں میں پہلواں خدام ہیں

جذبۂ حبِ عمل میں منفرد
طاعتوں کے رازداں خدام ہیں

کام کے اور وقت کے پابند ہیں
خدمتوں کی داستاں خدام ہیں

احمدیت ہے گلستانِ بہار
اور اس کے باغباں خدام ہیں

غیرتِ دینی کا ان میں جوش ہے
اور دل کے مہرباں خدام ہیں

قوم کی ہے ان جوانوں پر نظر
احمدیت کا نشاں خدام ہیں

رفعتوں کے ہم عناں خدام ہیں
نازشِ خورد و کلاں خدام ہیں

مُصلحِ موعودؓ نے جن کو چُنا
قوم کے یہ پاسباں خدام ہیں

ہے وہاں موجود نظم و اتحاد
جس جماعت میں جہاں خدام ہیں

مجلسِ اطفال اور انصار گر
جسم ہیں تو اس کی جاں خدام ہیں

اس جہاں میں ہر جگہ پھیلے ہوئے
کچھ یہاں اور کچھ وہاں خدام ہیں

"خالد بنو! فدائی بنو!"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تمنا)

خالدِ احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے بہت سے نئے خالد پیدا کرنے ہیں ہمارے لئے سوچنے اور غور کرنے کا یہ مقام ہے اور ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو نظر انداز کر کے ہمیں اس گروہ میں شامل کرے جو خالد بننے والے ہیں۔ جو اس کی نگاہ میں خالد قرار دیئے جانے والے ہیں۔ اور جو اس کے دشمنوں کو منہ توڑ جواب دینے والے ہیں۔ جن کی تقریروں اور تحریروں میں خدا تعالیٰ اپنے فضل سے برکت دینے والا ہے۔ جن کی تقریروں اور تحریروں سے دنیا فیض حاصل کرنے والی ہے۔ دنیا سکون حاصل کرنے والی ہے۔ دنیا ان راہوں کا عرفان حاصل کرنے والی ہے۔ جو راہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف جانے والی ہیں"

(الفضل ۱۹ اخاء ۱۳۴۵ھش)

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ کی رحلت پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یوں دعا فرمائی:-

"اے میرے رب! غلبۂ اسلام کی جو مہم تو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جاری کی ہے اس کی سرحدوں میں وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے کام بڑھ رہے ہیں اور ہماری ضرورتیں زیادہ ہو رہی ہیں۔ ہمیں حضرت حافظ صاحبؓ جیسے ایک نہیں سینکڑوں نہیں۔ ہزاروں فدائی اور اسلام کے جاں نثار چاہئیں۔ تو اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے کہ جہاں جہاں اور جس قدر اسلام کی ضرورت تقاضا کرے تیرے فضل سے اسلام کو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فدائی ملتے رہیں"

(الفضل ۲۵ تبلیغ ۱۳۴۸ھش)

حضرت سیدہ اُمّ مظفر احمد صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا

انتقالِ پُرملال

حضرت سیدہ اُمّ مظفر سرور سلطان صاحبہؓ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ یکم تبلیغ ۱۳۴۹ ہش کو ساڑھے چھ بجے صبح بعمر تقریباً ۷۷ سال وفات پاگئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی روز بعد نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی جس میں ہزاروں کی تعداد میں احباب جماعت شریک ہوئے۔ اس کے بعد مرحومہ کے جسدِ اطہر کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

حضرت سیدہ مرحومہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت مولوی غلام حسن صاحب پشاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آپ کا رشتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تجویز فرمایا تھا اور حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی ۱۹۰۶ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ آپؓ بہت تقویٰ شعار، سلسلہ کی فدائی، غرباء پرور اور درد مند دل رکھنے والی خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ جن کی آپ نے بہت عمدہ تربیت فرمائی۔

حضرت سیدہ مرحومہؓ گذشتہ دس گیارہ سال سے صاحبِ فراش تھیں۔ آپ نے یہ سارا عرصہ بہت صبر و شکر سے گذارا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور درست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مرحومہؓ کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس عظیم جماعتی صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(ادارہ خالد)

اچھا سا نام

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید)

اچھے نام بھی کتنے مظلوم ہوتے ہیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ اچھے کاموں میں اچھے نام زیادہ استعمال ہوئے یا بُرے کاموں میں۔ دیکھو خدا کا نام کتنا پیارا۔ کتنا اچھا ہے۔ مگر اس سب ناموں سے پیارے نام کو بھی ظالموں نے کیسے کیسے بھیانک کاموں میں استعمال کیا۔ اسلام کا نام دیکھو تو سب مذاہب سے زیادہ دلکش اور حسین اور طمانیت بخش ہے۔ مگر اس نام کو بھی اس کے بعینہٖ برعکس معنوں میں استعمال کیا گیا۔ آج بھی کیا جا رہا ہے!

آج ہمارا ملک ایک ایسے پریشان حال دور میں سے گذر رہا ہے کہ سوچتے سوچتے دل گھبرا جاتا ہے اور دعاء کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔ یہ درست ہے کہ دعا سب چاروں سے بڑھ کر چارا ہے۔ اور اُس وقت بھی یہ ذریعہ ساتھ نہیں چھوڑتا۔ جب سب دنیاوی ذرائع کٹ جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اسلام کے اس سب سے طاقتور ہتھیار کو بھی عموماً مسلمان بالائے طاق رکھے ہوئے ہے اور اِلّا ماشاء اللہ دُعا اٹھ گئی اور رسمِ دعا باقی ہے۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں۔ کہ پاکستان زبانِ آتش میں اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے کہہ رہا ہے کہ!

نہ دُعا کرو! نہ دوا کرو! کوئی مر نہ جائے تو کیا کرے؟

ناموں کا ذکر تھا کہ اچھے نام بھی کتنے مظلوم ہوتے ہیں۔ یہ اُسی طرح ہے جیسے اچھے چہروں کے متعلق کہا گیا ہے کہ ؎

اچھی صورت بھی کیا بُری شے ہے
جس نے ڈالی بُری نظر ڈالی

یہ بری نظریں آج اچھے ناموں پر ڈالی جا رہی ہیں۔ اور ہر کوئی اپنے اپنے ویرانے کا "اچھا سا نام" رکھ رہا ہے۔ سب سیاسی لڑائیاں اسلام۔ پاکستان اور قائداعظم کے ناموں کی ڈھالوں کے پیچھے لڑی جانے لگی ہیں۔ یہ نام کیا ہیں گویا جادو کی چھڑیاں ہیں جو دفاع کے وقت ڈھالیں اور حملے کے وقت آبدار برہنہ شمشیریں بن جاتی ہیں۔ جب مدِّمقابل حملہ کرتا ہے تو ناموں کی یہ ڈھالیں دفاعی طاقتوں

کو یہ واویلا کرنے کا موقعہ دیتی ہیں کہ "اسلام، پاکستان اور قائد اعظم پر حملہ ہو گیا"۔ اور جب مدِمقابل پر حملہ کرنا مقصود ہو تو اسلام، پاکستان اور قائد اعظم کے اسماء تلواروں، نیزوں اور بھالوں کی طرح اس پر چلائے جاتے ہیں۔ اگر ان ہتھیاروں میں کاٹنے اور پار اُتر جانے کی طاقت نہ ہوتی تو ہم اس صورت حال کو بازیچۂ اطفال کہہ کر ٹال دیتے اور شب و روز ہونے والا ایک تماشہ سمجھتے مگر بچوں کا کھیل یہ ہے نہیں اور تماشہ بھی ہے تو اسی نوعیت کا جیسے قتلِ غالب کا "تماشہ" ہونے والا تھا۔ بچوں کا کھیل تو یہ نہیں مگر بچوں کا سا کھیل ضرور ہے۔ جیسے کھیل کھیل میں بچے بعض اوقات بڑے بن جاتے ہیں۔ ویسے ہی آج بڑے "بچے" بنے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ بچے جب بڑے بنتے ہیں تو خوب جانتے ہیں کہ وہ بڑے بنے ہوئے ہیں۔ مگر ان بڑوں کو اس کی ذرا بھی خبر نہیں کہ ان کی حرکتیں بچوں کی سی ہیں۔ ایسے بچوں کی سی جن کو یہ معلوم نہ ہو کہ ان کے ہاتھوں میں کھلونے نہیں بلکہ ہتھیار ہیں یا اگر معلوم بھی ہو تو بالغ شعور کے فقدان کی وجہ سے وہ عواقب سے بے خبر ہوں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو وہ شعور عطا کیا جائے جو ناموں کے دھوکہ میں نہ آسکے اور وہ بصارت بخشی جائے جو ناموں کے لباس میں لپٹی ہوئی حقیقتوں کو دیکھ سکے۔ نہ تو محض اس لئے کہ کسی پارٹی کے نام کے ساتھ "سوشلزم" کا تتمہ لگا ہوا ہے۔ ہم اسے دہریہ، ملحد اور دشمن اسلام قرار دے سکتے ہیں اور نہ محض اس لئے کہ کسی جماعت نے ایک حسین اسلامی نقاب اوڑھ رکھا ہے۔ ہم اسے فی الحقیقت اسلامی قرار دے سکتے ہیں۔ قومی فکر کو اس نہج پر چلانا چاہیئے کہ وہ اندھا دھند ناموں کے پیچھے لگنے یا پیچھے پڑنے کی بجائے پسِ پردہ حقائق کا تجزیہ کرنے کے بعد کسی فیصلہ تک پہنچیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اسلامی سوشلزم اسلامی مساوات ہی کا دوسرا نام ہے یا "مارکسی نظریہ حیات" کی ایک شکل۔ اسی طرح جس اسلام کی حفاظت کی "جماعت اسلامی" علمبردار ہے اس اسلام کے نقوش کا بھی تجزیاتی مطالعہ کرنا ہو گا۔ کہ یہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسلام ہے یا مودودی تخیل کی ایک پیداوار کو اچھا سا نام دیا جا رہا ہے۔

جہاں تک مؤخر الذکر سوال کا تعلق ہے میں حقائق پر بناء رکھتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اسلام کا مودودی تصوّر نہ صرف یہ کہ اسلام نہیں بلکہ اسلام کے عین مقابل پر کھڑا ہے اور ایسے آمرانہ اور استبدادی فلسفہ کی پیداوار ہے۔ جس کا رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے کوئی واسطہ اور علاقہ نہیں۔

اسلام اور مودودیت کا موضوع ایک ضخیم کتاب کا تقاضہ کرتا ہے لیکن فی الحال نمونہ کے

طور پر اپنی ایک کتاب "مذہب کے نام پر خون" کے بعض متعلقہ اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جن کے مطالعہ سے وہ بخوبی اس امر کا اندازہ لگا سکیں گے کہ جب مودودی صاحب "اسلام کو خطرہ ہے" کا نعرہ لگاتے ہیں تو ان کی مراد کس اسلام سے ہوتی ہے؟

نوٹ:۔ اقتباسات انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ شمارہ میں پیش کئے جائیں گے۔ (ادارہ)

ذرا اپنا جائزہ لیجئے

کہ

- کیا آپ دن میں پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں؟
- کیا آپ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں؟
- کیا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی کوئی کتاب ان دنوں آپ کے زیر مطالعہ ہے؟
- کیا آپ نے کسی دوست تک احمدیت کا پیغام پہنچایا ہے؟
- کیا آپ نے کسی ضرورت مند کی مدد کر کے خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دیا ہے؟
- کیا آپ خدام الاحمدیہ کی مقامی تنظیم سے پوری طرح تعاون کر رہے ہیں؟
- کیا آپ نے اپنے ذمہ واجب الادا تمام چندے ادا کر دیئے ہیں؟

ایک حقیقی خادم کی طرف سے

ان سب سوالوں کا جواب مثبت صورت میں ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو کوشش کریں کہ آپ اپنے آپ کو اس ابتدائی معیار پر لا سکیں۔

یاد رکھیئے کہ آپ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے ایک ممبر ہیں۔ صحیح معنوں میں احمدیت کے خادم بننے کی کوشش فرمائیں!!

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق

(مکرم محمد جلال صاحب شمس - شاہد)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محبّ کامل، حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کا، بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو دو باتیں نہایت واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہیں ۔

اوّل - اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا عشق ۔

دوم - اللہ تعالےٰ کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عشق ۔۔۔ اور یہی دو باتیں ایسی ہیں کہ جو آپ کے تمام اعمال اور آپ کی تمام عادات اور آپ کے تمام خصائل حمیدہ و شمائل حسنہ کا نقطۂ مرکزیہ اور محور ہیں ۔ اور انہی دو باتوں پر آپ کے مطہر اطوار و عادات کی عمارت قائم ہے ۔

یوں تو ہر مسلمان کا دل محبت رسولِ خدا سے معمور ہوتا ہے مگر محبتِ رسولؐ کی جو شمع حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے سینہ میں فروزاں تھی اس کی نظیر اولین و آخرین میں کہیں اور نہیں ملتی ۔ آپ نے آنحضرتؐ سے اس حد تک پیار کیا اور آپ اپنے محبوب کی محبت اور اپنے معشوق کے عشق میں اس حد تک محو ہو گئے کہ آپ کا اپنا کچھ باقی نہ رہا بلکہ سب کچھ آپ کے محبوب کا ہو گیا ۔ سب نقشِ دوئی مٹ گئے اور آپ کے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز بلند ہوئی کہ

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں ، من دیگرم تو دیگری

آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حد تک اتباع کی ، اور اپنے محبوب کے رنگ میں اس حد تک رنگین ہوئے اور سیرتِ صدیقی یعنی فنا فی الرسولؐ کے اس کامل مرتبہ تک پہنچے ۔ کہ خداوند تعالےٰ نے آپ کو امتی نبی کے عظیم الشان انعام سے سرفراز فرمایا ۔ اور آپ اس زمانہ میں لوگوں کی ہدایت اور تجدید دین کے لئے مبعوث کئے گئے ۔ آپ نے جو کچھ بھی پایا وہ اپنے حبیب کی شاگردی کے طفیل پایا ۔ چنانچہ آپ اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں :-

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے،
احمدؑ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

جب کسی کے دل میں محبوب کی محبت رچ جائے تو اس وقت اس محبّ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے جسم کا ذرہ ذرہ اس کے محبوب پر فدا ہو جائے ۔ صرف یہی نہیں ۔ بلکہ محبّ کی یہ خواہش اور تمنا بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب پر

سب سے پہلے فدا ہو۔ یہ مقدس جذبہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام میں کس حد تک موجود تھا۔ اس کا اندازہ آپ کے اس شعر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

"در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اوّل کسے کہ لافِ تعشق زند منم"

یعنی اے میرے محبوب! اگر تیرے کوچہ میں عشاق کے سر قلم کئے جاتے ہوں تو سب سے پہلے جو شخص اپنے عشق کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی گردن قلم کروانے کے لئے تیار ہو گا۔ وہ مَیں ہوں۔

دوسروں پر سبقت لے جانے کے جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"منکہ مے بینم رُخِ آں دلبرے
جاں فشانم، گر دہد دل دیگرے"

یعنی اس دلبر کا حسین چہرہ ہر آن میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اگر کوئی دوسرا اُسے اپنا دل دے تو مَیں اپنی جان فدا کر دوں گا۔

آپ کے دل میں محبتِ رسولؐ کا ایک سمندر موجزن تھا اور اس کا ثبوت آپ کے کلام سے بخوبی ملتا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ؎

دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"تا بمن نورِ رسولِ پاک را بنمودہ اند
عشقِ اُو در دِل ہمے جوشد، چو آبے از آبشار
آتشِ عشق از دمِ من ہمچو برقے مے جہد
یک طرف اے ہمدمانِ خام از گردِ جوار"

یعنی جب سے مجھے میرے محبوب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور دکھایا گیا ہے، حضور کا عشق میرے دل میں یوں جوش مارتا ہے جیسے کسی آبشار کا پانی۔ آپ کے عشق کی آگ، میرے سانس سے بجلی کی طرح نکلتی ہے۔ اے خام طبع رفیقو! میرے آس پاس سے ایک طرف ہٹ جاؤ۔

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا دل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق کے ساتھ دھڑکتا تھا۔

جب کوئی عاشق، اپنے معشوق کی محبت میں سرشار ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں یہ تمنا مچلنا شروع کر دیتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کے رنگ میں رنگین ہو جائے۔ اور یہی مقدس تمنا حضرت مسیح پاکؑ کے دل میں موجود تھی۔ اور اسی جذبہ کی بنا پر آپ کو اپنے محبوب سے گویا مقامِ اتحاد حاصل ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

"محو روئے اُو شد است ایں روئے من
بوئے اُو آید ز بام و کوئے من"

یعنی میرا چہرہ اس پیارے کے حسین چہرہ میں محو ہے اور مَیں اس کی محبت میں اس حد تک مست ہوں کہ میرے بام و در اور میرے کوچہ سے بھی محمدؐ کی ہی خوشبو آتی ہے۔

نیز فرماتے ہیں:۔

"بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں
من ہمانم، من ہمانم، من ہماں"

از بس کہ مَیں اُسی محبوب کے عشق و محبت میں نہاں ہوں اور میرا اپنا تو کوئی وجود ہی نہیں مَیں تو وہی ہوں، مَیں وہی ہوں، مَیں وہی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار کی روشنی میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کا مفہوم نہایت واضح ہو جاتا ہے جو آپ نے مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بارہ میں فرمائے تھے اور وہ یہ ہیں کہ،

"یُدفن معی فی قبری"

(وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن کیا جائے گا)

آپؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر محو تھے کہ آپ کے جسم کا رُواں رُواں بزبانِ حال پکار رہا تھا۔

"یا حبّ اِنّک قد دخلت محبّۃً
فی مھجتی و مدارکی وجنانی"

اے میرے حبیبؐ! تو سراپا محبت بن کر میرے خون، میرے حواس اور میرے دل میں داخل ہو گیا ہے۔

اسی بے پناہ محبت سے مجبور ہو کر آپ اپنے حبیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یوں التجا کرتے ہیں:

"اُنظُر الیّ برحمۃٍ وتحنّنٍ
یا سیّدی انا احقر الغلمانٖ"

اے میرے محبوب! میری طرف نظرِ رحمت و شفقت فرمایئے۔ اے میرے آقا! مَیں آپ کے در کا حقیر ترین غلام ہوں۔

ایک اور مقام پر آپ اپنے جذبۂ عشقِ رسولؐ کو ان الفاظ کے جامہ میں پیش کرتے ہیں۔

"جسمی یطیر الیک من شوقٍ علا
یا لیت کانت قوۃ الطیرانٖ"

اے میرے محبوب! وفورِ محبت سے میرا جسم بھی آپ کے حضور شرفِ باریابی حاصل کرنے کی خاطر پرواز کیا چاہتا ہے۔ اے کاش! کہ مجھ میں طاقتِ پرواز ہوتی۔

اپنی اسی تمنّا کا اظہار آپ ایک فارسی شعر میں یوں فرماتے ہیں۔

"مے پریدم سُوئے کوئے اُو مدام
من اگر مے داشتم بال و پرے"

اگر مجھے بال و پر عطا ہوتے تو مَیں ہمیشہ اسی دلدار کے کوچہ کی طرف محوِ پرواز رہتا۔

ہر کامل محب اور سچے عاشق کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کی مدح سرائی کرے اور دنیا کے سامنے اس کے حسن و احسان کا ذکر کرے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بھی اپنے محبوب کی مدح سرائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ آپ ہر آن اپنے محبوبؐ کے حسن و جمال کو یاد کر کے آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہتے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

"من ذکر وجھک یا حدیقۃ بھجتی
لم اخل فی لحظٍ ولا فی اٰنٖ"

یعنی اے میری مسرتوں کے گلشن! میں تیرے پُرنور اور مبارک چہرہ کے ذکر سے ایک لحظہ اور ایک آن کے لئے بھی غافل نہیں ہوا۔

جب عاشق صادق، اپنے محبوبِ کامل کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے تو اُسے ایک نئی زندگی ملتی ہے اور وہ اس شعر کا مصداق بن جاتا ہے:۔

"ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شُد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما"

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی رنگ کی محبت تھی، جیسا کہ آپ کے اس شعر سے ظاہر ہے:۔

"اِنّی اَموتُ ولا تموتُ محبّتی
یُدریٰ بذکرکَ فی التُّراب ندائی"

اے میرے محبوب محمد رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگرچہ میں تو بشری تقاضوں کے تحت اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ لیکن میری محبت کبھی فنا نہیں ہو گی۔ اور اس پر کبھی موت وارد نہیں ہو گی۔ بلکہ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اور جب حشر کے دن قبروں میں سے لوگوں کی آوازیں سنائی دینگی تو میری آواز خاک میں سے تیرے ذکر کی وجہ سے شناخت کی جائے گی کیونکہ وہ بہ بانگ بلند پکار رہی ہو گی۔

یا ربّ صلّ علیٰ نبیّک دائماً
فی ھٰذہ الدّنیا و بعثٍ ثانٍ

(یعنی اے میرے ربّ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ رحمت بھیج۔ اس دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی۔

(اَللّٰھُمَّ صلِّ و سلّم و بارِک علیٰ حبیبنا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم)

آقا کا ارشاد اپنے خدّام کو

تعلیم القرآن کے سلسلہ میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدام کو ارشاد فرماتے ہیں:۔

"خدام الاحمدیہ کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ اشاعتِ اسلام کا بڑا بوجھ آپ کے کندھوں پر پڑنے والا ہے۔ کوئی ایک طفل یا کوئی ایک نوجوان بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جو احمدیت کے مقصد سے غافل رہے

. . . .

پس خدام الاحمدیہ اس بات کا جائزہ لے اور نگرانی کرے کہ کوئی خادم اور طفل ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتا ہو۔ یا مزید علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کر رہا ہو"

(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۷۰ء)

جناب فیض چنگوی

زندگی

جبکہ جاری ہو تعطل جبکہ طاری ہو جمود
ختم ہو جاتا ہے قومی زندگانی کا وجود

بہتے پانی میں تلاطم، بحر میں مدّ و جزر
زندگانی کا پتہ دیتے ہیں ہر دم سربسر

میکدہ ہے میکدہ جب تک کہ گردش میں ہے جام
کشمکش ہے زندگی کا موت سناٹے کا نام

گردشِ شمس و قمر ہے زندگانی کا ثبوت
بے حسی اور خامشی کو موت کہہ دیا سکوت

زندگی اک موج ہے شعلہ ہے اک سیلاب ہے،
زندگانی درحقیقت قوتِ بیتاب ہے

وہ اُٹھا بادل، افق سے برق چمکی غل ہُوا
کھُل کے برسی ہے گھٹا ہر سمت پانی بہہ پڑا

خشک ٹیلے بھی ہرے ہیں ہر طرف روئیدگی
جھاڑی جھاڑی، پودا پودا، غنچہ غنچہ، زندگی

مثلِ عشق و مُشک یا کہ موسمِ فصلِ بہار
چھُپ کے رہ سکتی نہیں ہے زندگانی زینہار

بے عمل اک خار ہے اور باعمل مقبول ہے،
رنگ و بُو عزم و عمل ہیں زندگی اک پھول ہے

ابتلاء و رنج و غم میں مُسکرانا زندگی
ہے غمِ انساں میں اشکوں کو بہانا زندگی

زندگی انمول شے ہے اس کی قیمت کم نہیں،
پھول اور آنسو تو ہے پر زندگی شبنم نہیں

یہ شرارا ہے کبھی شعلہ کبھی اور آگ بھی
اس کی تلخی میں نہاں ہے میٹھا میٹھا راگ بھی

زندگی دھارے میں ہے، ہر موج میں ہر لہر میں
زندگی دریا کی صورت ہے رواں اس دہر میں

زندگی کانٹوں میں ہے، پھولوں میں گلزاروں میں ہے،
چاند سورج کی شعاعوں میں ہے اور تاروں میں ہے

ہے دلِ مضطر کی نہیں حرکت دل اس کا نام
اور پروازِ نظر میں تیر و ترکش کا مقام

نامرادی کاہلی سے زندگی پُر انتشار
حادثاتِ زندگی سے راہِ منزل کا نکھار

دولتِ صبر و قناعت پر بھی جی لیتے ہیں لوگ
راہِ حق میں تلخیوں کے گھونٹ پی لیتے ہیں لوگ

اہلِ حق جیتے بھی ہیں پر اس طرح مرتے ہیں وہ
زندگی کو زندگی سے جاوداں کرتے ہیں وہ

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مفتی احمد صادق ابن حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ ۔ متعلم جامعہ احمدیہ)

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ان خاص الخاص صحابہ میں سے تھے جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام بُوْرِكَ مَنْ فِيْهَا وَمَنْ حَوْلَهَا میں کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عبد اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ سے اس الہام کے ضمن میں فرمایا تھا کہ مَنْ فِيْهَا سے مراد میں ہوں اور مَنْ حَوْلَهَا سے مراد آپ لوگ ہیں۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے محب صادق، ایک بہترین اور کامیاب مبلغ اسلام، لاجواب اور شیریں بیان مقرر، نہایت نرم دل، بے مثال عالم، صاحب کشوف و رؤیا، مستجاب الدعوات اور دیگر بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ نے ساٹھ سال سے زائد عرصہ تک اسلام اور احمدیت کی عاشقانہ اور والہانہ انداز میں خدمت کی۔ جس کی وجہ سے احمدیت کی تاریخ میں آپ کا نام سنہری حروف میں جلی قلم سے لکھا ہوا ملے گا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ ۱۱؍ جنوری ۱۸۷۲ء کو بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ایف۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ پھر کچھ عرصہ ملازمت کی اور ۱۸ برس کی عمر میں یعنی ۱۸۹۰ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی۔ شروع میں آپ لاہور سے اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان آیا کرتے تھے لیکن آخر جب مسیح محمدی کی محبت نے زیادہ جوش مارا تو ۱۹۰۱ء میں اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور کے دفتر سے مستعفی ہو کر دیار حبیبؑ میں آ بسے۔ پہلے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں سیکنڈ ماسٹر کے طور پر خدمات بجالاتے رہے پھر مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر بنے بعد میں ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کے عہدہ پر بھی فائز ہوئے۔

مارچ ۱۹۰۵ء میں جب اخبار البدر کے مدیر حضرت منشی محمد افضل خان رضی اللہ عنہ رحلت فرما گئے تو حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم الاسلام ہائی سکول سے اخبار البدر کی ادارت کی طرف منتقل کر دیا گیا۔

جس پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اخبار البدر میں تحریر فرمایا:-

"میں بڑی خوشی سے یہ چند سطریں تحریر کرتا ہوں کہ اگرچہ منشی محمد افضل صاحب مرحوم ایڈیٹر اخبار البدر قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں مگر خدا تعالےٰ کے شکر اور فضل سے ان کا نعم البدل اخبار کو ہاتھ آگیا ہے، یعنی ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن جوان صالح ہر یک طور سے لائق جن کی خوبیوں کے بیان کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں یعنی مفتی محمد صادق صاحب بھیروی قائم مقام منشی محمد افضل مرحوم ہو گئے ہیں۔

میری دانست میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اٹھی ہے کہ اس کو ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا خدا تعالیٰ ان کے لئے یہ کام مبارک کرے اور ان کے کاروبار میں برکت ڈالے۔ آمین ثم آمین ؂

خاکسار مرزا غلام احمد"

حضرت مسیح پاک علیہ السلام سلسلہ کے اخبارات البدر اور الحکم کے بارے میں فرماتے تھے۔ کہ یہ دونوں اخبار ہمارے دو بازو ہیں۔ ان اخبارات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روزانہ ڈائری شائع ہوتی تھی۔ حضورؑ کے ملفوظات کی جلدیں اکثر انہیں دو اخبارات کی مرہونِ منت ہیں۔

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس بے مثال خدمت کا موقع ملا وہ آپ کے ہمعصر نوجوان صحابہ کے لئے قابل رشک تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔ اور حضورؑ آپ کو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ اور ایسے رنگ میں شفقت کا اظہار فرماتے تھے کہ ماں باپ کی محبت بھی اس کے سامنے بے حقیقت ہو کر رہ جاتی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب لاہور سے قادیان گئے۔ حضورؑ نے حضرت مفتی صاحب کو مسجد مبارک میں بٹھایا اور خود یہ فرما کر اندر تشریف لے گئے کہ آپ بیٹھیں میں کھانا لے کر آتا ہوں۔ حضرت مفتی صاحب کا خیال تھا کہ حضور کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھجوا دیں گے مگر چند منٹ کے بعد جب کھڑکی کھلی تو حضرت مفتی صاحب کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ مسیح وقت اور مہدی دوراں اپنے ہاتھوں میں سینی اٹھائے ہوئے کھانا لا رہے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ آپ کھانا کھائیں میں پانی لاتا ہوں۔ شفقت کا یہ سلوک دیکھ کر حضرت مفتی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

حضور علیہ السلام کی اپنے خادم مفتی صاحب سے محبت و شفقت کا اندازہ ایک اور واقعہ سے کیجئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملتان ایک مقدمہ میں شہادت کی غرض سے مع اپنے خدام کے تشریف لے گئے اور واپسی پر لاہور ایک دو روز ٹھہرے تو حضرت مفتی صاحب ان دنوں بیمار تھے۔ اس لئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضری نہ دے سکے۔ حضرت اقدس نے پوچھا کہ کیا سبب ہے مفتی صاحب نہیں آئے؟ کسی نے عرض کیا کہ حضور وہ بیمار ہیں۔ اس لئے نہیں آسکے اس پر حضور اقدس علیہ السلام ازراہِ شفقت بنفسِ نفیس حضرت مفتی صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک وہاں بیٹھے رہے۔ اس دوران آپ نے پانی منگوایا، اس میں کچھ پڑھ کر دم کیا اور حضرت مفتی صاحب کو پلایا۔ واپسی پر فرمایا کہ آپ بیمار ہیں بیمار کی دعا بھی قبول ہوتی ہے آپ ہماری کامیابی کے واسطے دعا کریں۔

۱۹۰۶ء میں جبکہ حضرت مفتی صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ بخار سے بیمار رہنے لگے۔ اس بیماری کے دوران ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب کی والدہ محترمہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کیلئے دعا کی درخواست کی تو مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا۔

”ہم تو ان کیلئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں آپ کو خیال ہوگا کہ صادق! آپ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے آپ کو بہت پیارا ہے لیکن میرا مولیٰ جو کرے وہ آپ سے زیادہ پیارا ہے۔“

”ضرورت ہے“

ایسے نوجوانوں کی جو ماہنامہ خالد کے لئے علمی۔ تبلیغی اور تربیتی مضامین لکھیں۔ ایسے خدام جو مضامین لکھنے کا شوق رکھتے ہوں۔ ہر ماہ اپنی پسند کا کوئی مضمون لکھکر ادارہ کی قلمی معاونت فرمایا کریں۔ ادارہ انہیں حتی الوسع شائع کرنے کی کوشش کیا کرے گا۔ مضمون کے آخر میں اپنا پتہ ضرور لکھیں۔ (ادارہ)

سندِ امتیاز

ہر ایسی مجلس کو مرکز کی طرف سے سندِ امتیاز دی جائے گی جس کے سارے خدام تعلیم کے درج ذیل کم از کم معیار پر پورے اُترتے ہوں:۔

۱۔ قرآنِ کریم ناظرہ جاننا

۲۔ نماز سادہ و باترجمہ جاننا

۳۔ اپنے دستخط کرسکنا

۴۔ قرآن مجید کی آخری دس سورتوں کا حفظ ہونا

جن مجالس کے جملہ خدام میں یہ معیار پایا جاتا ہو۔ ان کے قائدین کرام مرکز کے شعبہ تعلیم کو مطلع فرمائیں۔

(مہتمم تعلیم)

کر ـــــ نہ کر

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

۱۔ تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو جس نے تمہارے جسموں کو بنایا۔ اسی نے تمہاری روحوں کو پیدا کیا۔ وہی تم سب کا خالق ہے۔ اس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوئی۔

۲۔ آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی نعمتیں زمین و آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش نہیں ہیں۔ محض خدا کی رحمت ہے۔ کسی کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ میری نیکیوں کے عوض میں خدا نے آسمان بنایا۔ زمین بچھائی یا سورج پیدا کیا۔

۳۔ تو سورج کی پرستش نہ کر۔ تو چاند کی پرستش نہ کر۔ تو آگ کی پرستش نہ کر۔ تو پتھر کی پرستش مت کر تو مشتری ستارے کو مت پوجا کر۔ تو کسی آدم زاد یا کسی اور جسمانی چیز کو خدا مت سمجھ کہ یہ سب چیزیں تیرے نفع کے لئے خدا نے پیدا کی ہیں۔

۴۔ بجز خدا تعالیٰ کے کسی چیز کی بطور حقیقی تعریف مت کر۔ کہ سب تعریفیں اسی کی طرف راجع ہیں۔ بجز اس کے کسی کو اس کا وسیلہ مت سمجھ کہ وہ تجھ سے تیری رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔

۵۔ تو اس کو ایک سمجھ کہ جس کا کوئی ثانی نہیں تو اس کو قادر سمجھ کہ جو کسی فعل قابلِ تعریف سے عاجز نہیں۔ تو اس کو رحیم اور فیاض سمجھ کہ جس کے رحم اور فیض پر کسی عامل کے عمل کو سبقت نہیں۔

۶۔ تو سچ بول اور سچی گواہی دے۔ اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو یا باپ پر ہو یا ماں پر ہو یا کسی اور پیارے پر ہو اور حقانی طرف سے الگ مت ہو۔

۷۔ تو خون مت کر۔ کیونکہ جس نے ایک بیگناہ کو مار ڈالا وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے سارے جہان کو قتل کر دیا۔

۸۔ تو اولاد کشی اور دختر کشی مت کر۔ تو اپنے نفس کو آپ قتل نہ کر۔ تو کسی قاتل یا ظالم کا مددگار مت ہو۔ تو زنا مت کر۔

۹۔ تو کوئی ایسا فعل نہ کر جو دوسرے کا ناحق باعثِ آزار ہو۔

۱۰۔ تو قمار بازی مت کر۔ تو شراب مت پی۔ تو سود مت لے۔ اور جو تو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہی دوسرے کے لئے کر۔

۱۱۔ تو نامحرم پر ہرگز آنکھ مت ڈال۔ نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے۔ کہ یہ تیرے لئے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

۱۲۔ تم اپنی عورتوں کو میلوں اور محفلوں میں مت بھیجو۔ اور ان کو ایسے کاموں سے بچاؤ کہ جہاں

وہ ننگی نظر آویں۔ تم اپنی عورتوں کو زیور چھنکارتے ہوئے خوش اور نظر پسند لباس میں کوچوں اور بازاروں اور میلوں کی سیر سے منع کرو۔ اور ان کو نامحرموں کی نظر سے بچاتے رہو۔ تم اپنی عورتوں کو تعلیم دو۔ اور دین اور عقل اور خدا ترسی میں اُن کو پختہ کرو۔ اور اپنے لڑکوں کو علم پڑھاؤ۔

۱۳۔ جب تو حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے تو عدالت سے کر اور رشوت مت لے۔ اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو تو سچی گواہی دے۔ اور جب تیرے نام حاکم کی طرف سے بغرض ادائیگی کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو تو خبردار حاضر ہونے سے انکار مت کیجیو۔ اور عدول حکمی مت کریو۔

۱۴۔ تو خیانت مت کر۔ تو کم وزنی مت کر۔ اور پورا پورا تول۔ تو جنسِ ناقص کو عمدہ کی جگہ مت بدل۔ تو جعلی دستاویز مت بنا۔ تو اپنی تحریر میں جعلسازی نہ کر۔ تو کسی پر تہمت مت لگا۔ اور کسی کو ایسا الزام نہ دے کہ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں۔

۱۵۔ تو چغلی نہ کر۔ تو گلہ نہ کر۔ تو نمامی نہ کر۔ اور جو تیرے دل میں نہیں وہ زبان پر مت لا۔

۱۶۔ تیرے پر تیرے ماں باپ کا حق ہے جنہوں نے تجھے پرورش کیا۔ بھائی کا حق ہے۔ محسن کا حق ہے۔ سچے دوست کا حق ہے۔ ہمسایہ کا حق ہے ہموطنوں کا حق ہے۔ تمام دنیا کا حق ہے۔ سب سے بترتیب درجہ ہمدردی سے پیش آ۔

۱۷۔ شرکاء کے ساتھ بدمعاملگی مت کر۔ یتیموں اور ناقابلوں کے مال کو خُرد بُرد مت کر۔

۱۸۔ اسقاطِ حمل مت کر۔ تمام قسم کے زنا سے پرہیز کر۔ کسی عورت کی عزت میں خلل ڈالنے کے لئے اس پر کوئی بہتان مت لگا۔

۱۹۔ رُو بخدا ہو اور رُو بہ دُنیا نہ ہو۔ کہ دنیا ایک گذر جانے والی چیز ہے اور وہ جہان ابدی جہان ہے بغیر ثبوت کامل کے کسی پر ناحق تہمت مت لگا۔ کہ دلوں اور کانوں اور آنکھوں سے قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔

۲۰۔ کسی سے کوئی چیز جبراً مت چھین۔ اور قرض کو عین وقت پر ادا کر۔ اور اگر تیرا قرضدار نادار ہے تو اس کو قرض بخش دے۔ اور اگر اتنی طاقت نہیں تو قسطوں سے وصول کر لیکن تب بھی اس کی وسعت و طاقت دیکھ لے۔

۲۱۔ کسی کے مال میں لاپروائی سے نقصان مت پہنچا۔ اور نیک کاموں میں لوگوں کو مدد دے۔

۲۲۔ اپنے ہمسفر کی خدمت کر۔ اور اپنے مہمان سے تواضع سے پیش آ۔ سوال کرنے والے کو خالی مت پھیر۔ اور ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کر۔

(حیات احمد جلد اول نمبر ۳ صفحہ ۲۵ تا ۲۷)

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمانؑ ہے

(درثمین)

فتنہ اور امتحان کے وقت ایک مومن کا فرض

(امامِ وقت کے ارشاد کی رُو سے)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ جیسی ایک جماعت پیدا کی اور جبکہ اس نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا۔ آپؑ کے گرد ایسے لوگ اکٹھے ہو گئے جنہوں نے واقعتاً اور حقیقی معنی میں اپنے پر فنا طاری کی۔ اور اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔ اور صحابہؓ کی طرح ان کا بھی یہی حال تھا کہ وہ اپنے ربّ سے خوش تھے اور ان کا ربّ اُن سے راضی تھا۔ مگر جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے الٰہی جماعتوں کیلئے بعض فتنے اور امتحان بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور مومن کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے مقامِ فنا، نیستی اور لاشئے محض اور محض مسلوب ہونے کی حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھے۔ اور بھولے نہیں اور جب کبھی بھی اس قسم کے فتنے پیدا ہوں اور جہاں بھی اس قسم کے فتنے پیدا ہوں وہاں دلیری کے ساتھ ان فتنوں کو اُن طریقوں پر کچلیں جو اسلام نے اور قرآن کریم نے ہمیں بتائے ہیں اور ڈرے نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایسی ڈھال عطا فرمائی ہے جو انکی حفاظت کرنیوالی ہے (یعنی امامِ وقت ۔ ناقل)"

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر ھ۱۳۴۶ ہش)

تعارف

اقوام القرآن

قوم نوحؑ

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بتوں کو خدا تعالےٰ کے شریک ٹھہراتی تھی۔ وہ خدا تعالےٰ کی بجائے بتوں سے اپنی حاجات طلب کرتے تھے۔ اور ان کی ہی عبادت کرتے تھے۔ ان کے مشہور بت وُدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کہلاتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ بتوں کی پرستش کی ابتداء قوم نوحؑ سے ہی ہوئی تھی۔ حضرت نوحؑ علیہ السلام اپنی قوم کی ہدایت کے لئے رسول بنا کر مبعوث کئے گئے۔ اور آپ کو شریعت عطا کی گئی۔ حدیث کی رُو سے حضرت نوح علیہ السلام پہلے تشریعی نبی تھے یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ دورِ تہذیب کے بانی تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کا انکار کیا گیا۔ اور سردارانِ قوم نے تکبّر اور استہزاء سے کام لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم نوحؑ پانی کے عظیم طوفان کے ذریعہ غرق کر دی گئی اور حضرت نوح علیہ السلام اور مومنین کی جماعت نے خدائی حکم سے ایک کشتی کے ذریعہ نجات پائی۔ بعد میں یہ جماعت دنیا میں پھیل گئی۔ اور نسلِ انسانی کا انتشار و توسع ہو گیا۔

قوم عاد

عادؔ ایک عظیم الشان قوم تھی جو دنیا کی قدیم ترین تہذیب کی بانی تھی۔ عرب میں ان کی حکومت جنوبی و مشرقی علاقہ میں تھی۔ عرب سے باہر بھی یہ وسیع مملکت پر حاکم تھے۔ قرآن کریم میں بیان ہے کہ ان کو ایسی طاقت حاصل تھی کہ ان کے بعد عرب میں کسی کو ایسی طاقت حاصل نہیں ہوئی۔

عام روایات میں ان کا دارالحکومت یمن قرار دیا گیا ہے۔ یہ سرسبز مقامات پر رہتے تھے۔ بڑی بڑی عمارتوں کے مالک تھے۔ اور اونچے مقامات (یعنی ٹیلوں) پر اپنی یادگاریں قائم کیا کرتے تھے۔

حضرت ہود علیہ السلام کی بعثت کے وقت قوم عاد روحانیت کے لحاظ سے مُردہ ہو چکی تھی۔ غیر اللہ کی پرستش کرتے تھے۔ اپنی طاقت پر بہت مغرور تھے اور بنی نوع انسان پر ظلم کرنا ان کا شعار تھا۔ حضرت ہود علیہ السلام کا انکار کر کے یہ قوم شدید عذاب الٰہی کا مورد بنی۔ انکی رہائش کے سرسبز مقامات کے نزدیک صحرائے ریگستان واقع تھے۔ اللہ تعالےٰ نے سات رات دن تک شدید آندھی کا ایسا طوفان چلایا کہ صحرا کی ریت نے

اُڑ اُڑ کر ان کی رہائش گاہوں پر انبار لگا دیئے اور یہ قوم ریت کے اونچے اونچے ٹیلوں کے نیچے دب کر رہ گئی۔ اسی لئے قرآن کریم نے ان کے مقامات کو احقاف (ریت کے اونچے ٹیلے) قرار دیا ہے۔ عرب کے جنوب اور شمال میں دو صحراء اسی نام سے موسوم ہیں۔ حضرت ہودؑ علیہ السلام اور آپؑ پر ایمان لانے والے چند افراد عذابِ الٰہی سے محفوظ رہے انہیں عادِ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ اور ہلاک ہونے والی قوم کو قرآن کریم میں عادِ اُولیٰ کا نام دیا گیا ہے۔

قومِ ثمود

قومِ ثمود کی حکومت مغربی و شمالی عرب میں تھی۔ قرآنِ کریم میں اس قوم کو اصحاب الحجر (مضبوط فصیلوں والے شہر کے مالک) کہا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر شہر جو وادی قریٰ میں واقع ہے ان کا دارالحکومت تھا۔ بعض لوگ عادِ ثانیہ کو ہی ثمود کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک عادِ ثانیہ پہلے تباہ ہو چکے تھے بعد میں ثمود آئے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں میں ہر قسم کی تہذیب پائی جاتی تھی۔ تحریر کا رواج عام تھا قرآن کریم کا بیان ہے کہ یہ قوم پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر عمارتیں بنانے کی صنعت میں بہت ماہر تھی۔ پہاڑی علاقہ میں چشموں اور باغات میں ان کا مسکن تھا۔ کھجوروں اور زراعت کی پیداوار کی فراوانی تھی۔

عاد کی طرح ثمود بھی شرک کرتے تھے۔ اور تکبر اور غرور میں مبتلا تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو توحید کی تعلیم دی لیکن انہوں نے خدائی فرمان کو ٹھکرا دیا۔ اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ نے ان پر پہاڑوں کے ذریعہ عذاب نازل فرمایا۔ آتش فشاں پہاڑ شدید زلزلے کے باعث پھٹ پڑے اور ان پر پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ جس نے ان کے مکانوں کو مکینوں سمیت تباہ و برباد کر دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ثمود کی تباہ شدہ بستیوں کے نشانات اہل عرب کی عبرت کے لئے موجود تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور آپؑ کے متبعین عذاب سے محفوظ رہے تھے۔ اور انہیں ثمودِ ثانیہ کہا جاتا ہے۔

قومِ ابراہیمؑ

حضرت ابراہیم علیہ السلام جنوبی عراق کے شہر اُور کے باشندے تھے۔ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے۔ آپ کی قوم بُت پرست اور ستارہ پرست تھی۔ جس گھرانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کی طرف سے بُت شکنی اور توحید کا منادی بن کر پرورش پائی۔ خود وہی گھرانہ بتوں کا

وسیع کاروبار کرتا تھا۔ بُت پرستی کا آغاز اگرچہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے ہو چکا تھا تاہم اس میں زیادتی ہوتی چلی گئی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں بُت پرستی نے ایک ترقی یافتہ صورت اختیار کر لی۔ لکڑی وغیرہ کے بُت بنائے جاتے اور ان کے آگے سجدے کئے جاتے اور مرادیں مانگی جاتیں۔ بُت پرستی ساری قوم میں پھیلی ہوئی تھی۔ اسی طرح ستارہ پرستی بھی کی جاتی تھی۔ سورج کو سب سے بڑا دیوتا سمجھا جاتا اور اس کی زیادہ پرستش کی جاتی تھی۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے گھرانے اور قوم کے افراد کو بڑی حکمت کے ساتھ اور ہمدردی کی راہ سے توحید کی تبلیغ کی اور بُت پرستی اور ستارہ پرستی سے روکا۔ تو ساری قوم آپ کی شدید مخالفت پر کمربستہ ہو گئی۔ حتیٰ کہ آپ کے والد نے آپ کو اپنے گھر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اور قوم نے ایک بڑی آگ بھڑکا کر آپؑ کو اس کے درمیان پھینک دیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسول کی حفاظت کی خاطر آگ کو سرد کر دیا۔ اور آپ کی قوم آپ کو ہلاک کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے وطن اور قوم کو چھوڑ کر ملکِ کنعان کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ نے وہاں جا کر ہدایت کی تبلیغ شروع کر دی۔

قومِ لوطؑ

حضرت لوط علیہ السلام کا مقام پیدائش بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اُور شہر (واقع جنوبی عراق) تھا۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لا کر مومنوں کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملکِ کنعان کی طرف ہجرت کے دوران آپ بھی ہمراہ تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تابع نبی بنایا بائیبل کے بیان کی رُو سے حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لوطؑ کو تبلیغ ہدایت کے لئے ملک کنعان کے شرقی علاقہ میں واقع سدوم شہر میں متعین فرمایا (پیدائش باب ۱۳) یہ شہر بحرِ میت (بحرِ مردار) کے کنارے دریائے یردن کی سرسبز و شاداب وادی میں واقع تھا۔

سدوم کے باشندے ایک نہایت ہی قبیح بُرائی میں مبتلا تھے وہ اپنی شہوت اپنی بیویوں کی بجائے مردوں اور لڑکوں سے پوری کیا کرتے تھے اور اس طرح طریقِ فطرت کو مسخ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ ایک نہایت خوشگوار اور سرسبز و شاداب علاقہ میں رہتے تھے۔ ان کی نظر خدا تعالیٰ کی طرف نہیں اٹھتی تھی۔ بلکہ وہ دنیاوی عیش و عشرت کو ہی اپنا مقصود قرار دیتے تھے۔ اور اپنے قبیح فعل کو قابلِ فخر اور اچھا جانتے

اور اس کا ارتکاب اعلانیہ کرتے تھے۔ جس کے باعث ان کا علاقہ فحش اور بے حیائی میں مشہور تھا۔ قرآن کریم میں ذکر ہے کہ اس قبیح برائی کا آغاز اسی قوم سے ہوا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اس قوم کو برائیاں ترک کر کے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی تلقین کی۔ لیکن انہوں نے آپ کی مخالفت کی۔ اور اپنی برائیوں پر قائم رہے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کی بارش کی صورت میں عذاب نازل فرمایا اور قومِ لوط تباہ و برباد ہو گئی۔

قومِ مدین اور اصحاب الایکہ

مدین قوم حجاز (عرب) کے شمال میں خلیج عقبہ کے مشرقی ساحل کے قریب آباد تھی۔ ان کا مرکزی مقام مدین شہر تھا۔ جو خلیج عقبہ کے مشرق میں ساحل سمندر سے چھ سات میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

اصل مدین شہر اس وقت موجود نہیں۔ بلکہ مدین نام کی کئی بستیاں چھوٹے چھوٹے قصبات کے رنگ میں اسی مقام پر ملتی ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت قرآن کریم میں مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف قرار دی گئی ہے "ایکہ" گھنے درخت اور ایسے جنگل کو کہتے ہیں۔ جس میں بیری اور پیلو کے درخت بکثرت ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدین شہر کے پاس کوئی گھنا جنگل تھا جس میں ان دونوں قسم کے درخت بکثرت پائے جاتے تھے۔ نئی تحقیق کی رُو سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ اصحابِ مدین اور اصحاب الایکہ دراصل ایک ہی قوم تھی جو بڑی خوشحال تھی۔

یہ قوم بھی شرک میں مبتلا تھی۔ اور زمین میں فساد کرنے کی عادی تھی۔ اس قوم کا بڑا گزارہ تجارت پر تھا۔ اور یہ اس میں دھوکے و فریب سے بہت کام لیتے تھے۔ اور ماپ اور تول میں کمی کرتے تھے۔ خاص طور پر اس امر کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ لیکن آپ کی قوم نے آپ کا انکار کیا اور آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شدید زلزلہ کی صورت میں ایک بڑے عذاب نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اور یہ بعد میں آنے والی اقوام کے لئے موجبِ عبرت ٹھہرے۔

(منصور احمد عمرؔ)

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

دل میں ہو سوز تو آنکھوں سے رواں ہوں آنسو
دل میں اسلام کا ہو مغز۔ فقط نام نہ ہو

میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو

(کلامِ محمودؓ)

نصرتِ الٰہی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام کسی نہ کسی قرآنی آیت کا ترجمہ یا تفسیر ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لئے چار اشعار پر مشتمل حضورؑ کے منظوم اردو کلام (دُرِّثمین) کی پہلی نظم "نصرتِ الٰہی" کے تحت بعض ایسی آیاتِ قرآنیہ پیش کی جاتی ہیں جن کی روشنی میں حضورؑ نے اپنی نظم کہی ہے۔ حضورؑ کی نظم اور درج ذیل آیات میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالےٰ کس طرح اپنے انبیاء اور پاک لوگوں کی نصرت فرماتا ہے۔ اور ان کے مخالفین کو ناکام و نامراد کرتا ہے۔ اس ضمن میں بعض انبیاءؑ اور مومنوں اور ان کے مخالفین کی مثالیں دی گئی ہیں۔

(۱) "خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے"

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (المؤمن۔ ۵۲)

(ہم اپنے رسولوں کی اور اُن پر ایمان لانے والوں کی ضرور نصرت کریں گے)

کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (الروم۔ ۴۸)

(مومنوں کی نصرت کرنا ہمارا فرض ہے)

"جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے"

وَاذْکُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَکُمُ النَّاسُ فَاٰوٰکُمْ وَاَیَّدَکُمْ بِنَصْرِہٖ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ (الانفال۔ ۲۷)

(اور یاد کرو جبکہ تم مکہ میں تھوڑے تھے۔ اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے تھے کہ لوگ تم کو اُچک کر نہ لے جائیں۔ پھر باوجود اس کے اس نے تم کو مدینہ میں جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی۔ اور پاک چیزوں سے تمہیں رزق بخشا تاکہ تم شکر کرو)

(۲) "وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے"

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ (الحاقۃ - ۷،۸)

(اور عاد ایک ایسے عذاب سے ہلاک کئے گئے جو ہوا کی صورت میں آیا تھا۔ جو یکساں چلتی جاتی تھی اور سخت تیز تھی۔ اس نے ہوا کو متواتر سات راتیں اور آٹھ دن ان کی تباہی کے لئے مقرر کر چھوڑا تھا۔ سو اس کا نتیجہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ قوم بالکل گر گئی گویا کہ وہ کھجور کے ایک کھوکھلے درخت کی جڑیں ہیں۔ جن کو تیز آندھی نے گرا کر رکھ دیا)

"وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے"

مَاْوٰهُمُ النَّارُ۔ (آل عمران - ۱۵۲)

(ان کا ٹھکانہ آگ ہے)

ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ (آل عمران - ۱۸۲)

(جلن کا عذاب چکھو)

(۳) "کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے"

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا (الشمس - ۱۵)

(انہوں نے حضرت صالحؑ کو جھٹلا دیا۔ اور ان کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ جس کی وجہ سے اللہ نے ان کو خاک میں ملانے کا فیصلہ کر دیا۔ اور ایسی تدبیریں کیں کہ اس طرح ہو بھی گیا)

"کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے"

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ (نوح - ۲۶) (حضرت نوحؑ کے مخالفین اپنے گناہوں کی وجہ سے پانی میں غرق کئے گئے۔ اور آگ میں داخل کئے گئے اور اللہ کے سوا انہوں نے اپنے لئے کوئی مددگار نہ پایا)

(۴) "غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے"

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا۔ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ٥ (الانفال - ٦٠)

(اور کافر کبھی یہ خیال نہ کریں کہ وہ آگے بڑھ گئے ہیں۔ وہ کبھی بھی خدا کو بے بس نہیں بنا سکتے)

مَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ٥ (یونس - ۵۴)

(تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے)

"بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے"

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ۔ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ۔ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ۔ (آل عمران - ۱۶۱)

(اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اور اگر وہ تمہاری مدد چھوڑ دے تو اسے چھوڑ کر کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا۔ اور مومنوں کو اللہ پر توکل کرنا چاہیئے)

(منصور احمد عمر)

حکمت کی ہر بات مومن کی متاع ہے

- ★ جو لوگ صبح سویرے فیصلہ کرتے ہیں اور شام کو بھلا دیتے ہیں وہ اپنی زندگی میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ (مہاتما گاندھی)
- ★ فطرت معصوم ہوتی ہے لیکن ماحول اس کو خراب کر دیتا ہے۔ (ہربرٹ سپنسر)
- ★ زندگی میں اگر مشکلات برداشت کر لی جائیں تو پختہ کاری آتی ہے۔ (فلپ)
- ★ عام رائے کے آگے جھک جاؤ۔ مگر دماغ کو نہ جھکنے دو۔ (شیروڈ)
- ★ جس شخص کی زندگی اس کی خواہش کے مطابق نہ ہو وہ اپنے آپ کو زندہ شمار نہ کرے۔ (نوشیرواں)
- ★ بے ہنر کے ساتھ دوستی نہ رکھ کیونکہ بے ہنر انسان دوستی اور دشمنی کے قابل نہیں ہوتا۔ (نوشیرواں)
- ★ جس شخص کے پاس مال و دولت ہوتا ہے اس کے پاس عقل کا گوہر نہیں ہوتا۔ اور جس کے پاس عقل ہوتی ہے اس کے پاس مال و دولت نہیں ہوتا۔ (شبیب بلخی)

(مرسلہ محمد رمضان خادم ربوہ)

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

—— ہر خادم کو اپنے رسالہ کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور لکھنا چاہیئے۔ (ادارہ) ——

نبی کامل صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث ہوئے اور سب اپنے اپنے مشن کی تکمیل کر کے ملکِ عدم کو سدھارے لیکن آخر میں جو عالی مرتبت اور ذی شان نبی مبعوث ہوا اس کی شان اور قوتِ قدسیہ کے متعلق سارے جہان کا مالک رب العزت فرماتا ہے کہ اے نبی! اگر میں تجھے دنیا میں پیدا نہ کرتا تو اس دنیا کا وجود ہی نہ ہوتا۔ اللہ اللہ! کس شان کا مالک تھا وہ نبی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ جس کے وجود کے طفیل اس کارخانۂ قدرت کا نظام جاری ہوا۔

جب آپ سنِ بلوغ کو پہنچے تو خالقِ کائنات نے اپنے اس کامل نبی اور کامل انسان پر اپنی شریعت نازل فرمائی۔ آپ نے اس ذمہ داری کا وہ حق ادا کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرشِ بریں سے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کے خطاب سے سرفراز فرمایا یعنی آپ خُلقِ عظیم پر قائم ہیں۔ یہ عظیم الشان شخصیت ہر وقت آستانۂ الٰہی پر سربسجود اور اپنے ہر فعل اور قدم میں خدائے ذوالجلال کی صفات عالیہ کا مظہرِ اتم، ذکرِ الٰہی میں مگن رہتی تھی۔ مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت اور ہمدردی آپ کا طرۂ امتیاز تھا آپ نے رضائے الٰہی اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی میں اپنا سب کچھ بھلا دیا تھا۔ یہاں تک کہ رحمتِ الٰہی نے پکارا۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ کہ اے رسولِ مقبول! تو اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا صرف اس وجہ سے کہ یہ لوگ ایمان کی دولت سے اپنے دامن نہیں بھرتے اور یقین سے پُر نہیں ہوتے۔ مومن بنانے کا یہ انتہائی بلند جذبہ تھا کہ جس کی وجہ سے آپ معراجِ انسانیت پر پہنچائے گئے۔ آسمانی آقا کی محبت نے چاہا کہ اپنے محبوب رسول کو اپنے قریب ترین لائے۔ اور اس کے قلبِ مصفّٰی کو اپنی تجلیات کی آماجگاہ بنائے۔ اس کا ذکر خدائے رحمان نے یوں فرمایا ہے کہ دَنٰی فَتَدَلّٰی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ یعنی آپ بندوں کی مخلوق کی خاطر اور محبتِ الٰہیہ کے جوش بیتاب سے اُس سے ملنے کے لئے قریب ہوئے اور خدائے قدوس بھی اپنی رحمت کے جوش میں اُوپر سے نیچے آگیا۔ اس طرح وہ دو کمانوں کے وتر کی شکل میں ہوگئے۔

بلکہ اس سے بھی قریب تر جسے مقام اتصال کہا جاتا ہے گویا آپ اللہ تعالیٰ کے وجود کے مظہر اتم بن گئے۔ اور اس شعر کے مصداق کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

یہ تھی وہ عظیم الشان شخصیت جس کے لئے ارض و سما اور سب کائنات کی تخلیق ہوئی۔ اور خدائے بزرگ و برتر کی حکومت آپ کے وجودِ باجود کے ذریعہ دنیا میں قائم ہوئی۔ گویا یہ آپ کے بلند مرتبہ اور اعلیٰ اخلاق کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ جس کی وجہ سے یوں کہنا پڑا ؎

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

آپ کا وجود اقدس مخلوق خدا کے لئے سراسر باعثِ رحمت تھا۔ اگر کسی قوم کی طرف سے آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف بھی پہنچی۔ تو آپ نے اُس سے انتقام لینے کی بجائے اس قوم کے لئے دعا ہی کی۔ چنانچہ طائف کے سفر کا مشہور واقعہ ہے کہ ظالم کفار نے آپ کے پیچھے اوباش جوان لگا دیئے۔ جنھوں نے پتھر مار مار کر آپ کے جسم اطہر کو لہولہان کر دیا۔ آپ خون پونچھتے جاتے تھے اور اس ظالم قوم کے لئے دعا کرتے جاتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی اے اللہ تو میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ کہ میں تیری طرف سے سچا رسول ہوں۔ پھر آپ کو جنگِ اُحد میں بھی بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اِس جنگ میں آپ کے دو دندانِ مبارک شہید ہوئے۔ مگر اس وقت بھی ہادئی برحق نے یہی دعا فرمائی۔ اور آپ کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔

(منظور احمد۔ جھنگ صدر)

حضرت مسیح موعودؑ کا بیمثال کارنامہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے اس وقت دنیا گھری تاریکی میں پڑی ہوئی تھی۔ ظلمت کی گھٹاؤں نے پورے اکنافِ عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ گھنے بادل تمام دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔ روحانیت لوگوں کے دلوں سے مفقود ہو چکی تھی۔ عالم اسلام بھی روحانیت سے عاری تھا اور مسلمان اپنی متاعِ عظیم کو بھول چکے تھے۔ اور وہ آفتاب رسالت جو عرب میں طلوع ہوا تھا۔ اور جس کی ضیا پاش کرنوں نے دنیا کے گوشے گوشے کو منور کر دیا، کی تعلیم کو بڑی بے دردی سے بھلا دیا گیا تھا۔ اوروں کا تو ذکر ہی کیا خود مسلمان آپ کی تعلیم کو بھول چکے تھے امید کی کوئی کرن پھوٹتی نظر نہیں آ رہی تھی۔ ناامیدی کی کشتی سمندر میں یوں ہچکولے کھا رہی تھی۔ جیسے سورج بوقتِ شام مغربی اُفق پر غروب ہو رہا ہو۔ مسلمانوں کی اس حالت کو دیکھکر اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور ایک شخص کو کھڑا کیا۔ اور اس نے بہ بانگِ دُہل یہ اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے

نے مجھے مسیح اور مہدی بنا کر مبعوث کیا ہے۔ اور اب دینِ اسلام کا احیاء میرے ذریعہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا۔ پھر کیا ہوا۔ مخالفت کا ایسا طوفان اٹھا کہ الحفیظ و الامان۔ یوں نظر آتا تھا کہ ایک چھوٹی سی کشتی میں ایک کمزور سا انسان اکیلا بیٹھا ہوا ہے گویا ایک تنکے کے ساتھ چلا رہا ہے اور طوفان کا زور اُسے یوں اٹھاتا اور گراتا ہے جس طرح ایک تیز آندھی کے سامنے کاغذ کا ایک پُرزہ اِدھر اُدھر اُڑتا پھرتا ہے۔ مگر یہ شخص ہراساں نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کی حمد کے گیت گاتا ہوا آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کا دل اس یقین سے پُر ہے کہ وُہی میری حفاظت کرے گا۔

کتنا عظیم ہے وہ شخص جو مخالفت کے پیچ در پیچ راستوں سے گزرتا ہوا سیلِ رواں کی طرح آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ زمانے کی گردشیں سدِّ راہ بننے کی کوشش کرنے لگیں لیکن وہ بھلا انہیں کب خاطر میں لاتا تھا۔ بادِ مخالف کے جھونکے اُسے الجھانے کی جدوجہد کرنے لگے۔ لیکن اسے اپنے ارادے میں ناکام نہ کر سکے۔ منکرینِ اسلام نے اس سے ٹکر لینا چاہی لیکن ان کا ٹکر لینا ہی ان کی ہلاکت خیزی اور تباہی و بربادی کا باعث بنا۔ وہ تو ایک مضبوط قلعہ تھا اور ایک آہنی چٹان۔ چٹان جس سے ٹکرا کر سر پھوڑنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ وہ چٹان جس میں بڑے بڑے طوفانوں کا مقابلہ کرنے کی سکت موجود ہوتی ہے۔

پس تمام وہ لوگ جو آپ کے مقابل پر کھڑے ہوئے ناکام و نامراد ہوئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا تھا۔ اور کون ہے جو خدا تعالیٰ کے لگائے ہوئے پودے کو اکھاڑ سکے۔

(امین خالد۔ جہلم)

اطاعت

اطاعت کا جذبہ انفرادی حیثیت سے لیکر بین الاقوامی سطح تک ہر جگہ نمایاں طور پر نظر آتا ہے اور اس سے الگ رہ کر دنیاوی امور سے ہم آہنگی رکھنا محال ہی نہیں بلکہ بہت حد تک ناممکن بھی ہے اسلام میں اطاعت کا مفہوم سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا یعنی "سُننا اور عمل بجالانا" کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور اسی کا نام اطاعت ہے۔ کیونکہ جب ایک امرِ معروف کو سُن لیا جائے۔ اور اس پر عمل نہ کیا جائے تو اُس کا سُننا اور پھر اس پر عمل نہ کرنا اطاعت نہیں بلکہ نافرمانی اور سرکشی ہے۔

صحابۂ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیشمار مثالیں جذبۂ اطاعت کے سلسلہ میں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن یہاں صرف اس واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے جبکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک موقعہ پر مسجد میں وعظ فرما رہے تھے تو آپ نے ان حضرات سے جو صحنِ مسجد میں تنگئ جگہ کے باعث کھڑے تھے فرمایا "بیٹھ جاؤ"۔ آپ کا یہ ارشادِ گرامی گلی میں حضرت

عبداللہ کے کانوں میں پڑ گیا جو مسجد کی طرف ہی آ رہے تھے۔ آپ حضورؐ کا ارشاد سنتے ہی بیٹھ گئے۔ اور بیٹھے بیٹھے ہی مسجد کی طرف چل پڑے۔ ایک شخص نے پوچھا۔ اے عبداللہ! یہ کیا؟ آپ نے کہا کہ ابھی ابھی میں نے سنا ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ بیٹھ جاؤ چنانچہ آپ کا ارشاد سنتے ہی میں بیٹھ گیا۔ اس پر اسی شخص نے کہا کہ آپؐ کا حکم تو اُن لوگوں سے متعلق ہے جو مسجد میں ہیں۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا۔ کہ یہ درست ہے لیکن میں نے بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان سُن لیا ہے اور ڈرتا ہوں کہ نافرمانی کی صورت میں قیامت کے روز اسی جرم کی گرفت میں نہ آ جاؤں۔

اللہ اللہ! یہ ہے جذبۂ اطاعت جو "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" کی عملی تصویر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی اطاعت کے واقعات بھی نہایت قابلِ فخر اور قابل تقلید ہیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی میں مقیم تھے تو آپ نے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو بذریعہ تار بلا تأمل دہلی پہنچنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب تار ملتے ہی بلا تأمل اسٹیشن پر پہنچے اور حالت یہ تھی کہ نہ زادِ راہ پاس تھا اور نہ ہی کوئی اور تیاری اور بندوبست لیکن اس وقت "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" کا جذبہ کارفرما تھا آپؓ کے اس فعل سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے اسٹیشن پر ہی کرایہ سفر کا انتظام کر دیا۔

وہ اطاعتِ الٰہی اور اطاعت رسولؐ جو نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح کے مقام پر فائز کرتی ہے ایک الٰہی وعدہ ہے جو کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ خدائی وعدے اٹل ہوا کرتے ہیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ وعدہ تو کرے کہ جو لوگ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریں گے وہ منعم علیہ گروہ یعنی انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء اور صالحین میں شامل ہوں گے لیکن جو لوگ کامل طور پر حکمِ الٰہی کو بجا لائیں ان پر انعامات نہ ہوں۔

اے برادرانِ احمدیت! آئیں ہم سب مل کر یہ عہد کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۂ وقت کے بتائے ہوئے طریقوں پر چل کر اطاعت کے کامل جذبہ کے ساتھ انعاماتِ الٰہیہ کے وارث بننے کی انتہائی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(راجہ بشیر احمد ظفر۔ سرگودھا)

علمی سوال و جواب

خالد میں علمی سوال و جواب کا سلسلہ جاری کرنے کا پروگرام ہے اس غرض کیلئے قارئینِ خالد اہم علمی سوالات بھجوائیں۔

(ادارہ)

بنگال کے ایک مجاہد صحابی

(مکرم محمد انیس الرحمٰن صاحب شاہد بنگالی)

سرزمین مشرقی پاکستان کے ایک بزرگ اور خوش نصیب آدمی کا ذکر قابل فخر سمجھتا ہوں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے ضلع میمن سنگھ کے رہنے والے حضرت رئیس الدین خانؓ جو کہ قریباً ۱۹۰۵ء میں ملک برما میں دریائے براہتی کے مقام پر پوسٹ ماسٹر کے عہدے پر متعین تھے وہاں پر ہی آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارے میں اطلاع ملی۔ آپ کو اردو اخبارات پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ سب سے پہلے کسی مخالف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبار پڑھ کر آپ کو احمدیت کی خبر ملی۔ انہی دنوں میں دو پنجابی دوستوں نے ایک مسجد میں نماز جمعہ کے بعد ان کو احمدیت کا پیغام پہنچایا اور ان کو سلسلہ کی تبلیغ کی لیکن مسجد میں آئے ہوئے لوگوں نے تبلیغ کی وجہ سے تنگی محسوس کی اور ان کو مسجد سے باہر نکال دیا اسی روز دونوں پنجابی دوست مکرم خان صاحبؓ کی قیامگاہ پر گئے اور مزید تبلیغ شروع کردی۔ اس کے بعد ان دونوں نے "عسلِ مصفّٰی" نامی ایک کتاب مکرم خان صاحب کو دی اور چلے گئے اس کتاب کو پڑھتے ہی ان پر احمدیت کی سچائی اور صداقت نہایت واضح ہوگئی اس وقت سے بیعت کرنے کے لئے بے چین ہو گئے۔ اور قادیان کا سفر اختیار فرمایا۔ اور ۱۹۰۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

آپ نے قادیان میں پندرہ روز قیام فرمایا۔ حضرت خانصاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ قادیان کے نزدیک پہنچکر تھوڑا سا علاقہ گھوڑے پر سوار ہو کر جانا پڑا۔ راستہ میں ایک نالی ہے جس میں پانی ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ جب آپ اس نالی کو عبور کر کے دوسری طرف گئے تو آپ کے لباس کا کچھ حصہ پانی میں گیلا ہو گیا جب آپ اس حالت میں حضور اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؑ نے نہایت محبت اور شفقت سے پوچھا کہ کہیں آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔ حضرت اقدسؑ کے ان شفقت بھرے الفاظ نے آپ کے دل میں ایک گہرا اثر پیدا کیا۔ حضرت خانصاحب کو جن احباب نے دیکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی آپؓ سے حضرت اقدسؑ کے بارے میں پوچھا جاتا کہ آپ نے حضور علیہ السلام کو کیسے پایا ہے اس سوال پر آپ کا جسم کانپ اٹھتا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ اور حضور علیہ السلام کی عقیدت آپ کے دل میں جوش مارنے لگتی۔

حضرت خانصاحبؓ کا تبلیغ کرنے کا ڈھنگ بالکل نرالا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ تبلیغ کا کام آہستہ آہستہ

سرانجام دینا چاہیئے۔ آپ اپنی اہلیہ صاحبہ کو روزانہ اخبار بدر پڑھ کر سناتے اور کبھی آپ کی اہلیہ صاحبہ آپ کو اخبار پڑھکر سُناتیں۔ اہلیہ کو تبلیغ کرنے کا یہ طریق نکالا گیا۔ حضرت خانصاحب کی بیعت کے ایک سال بعد آپ کی اہلیہ صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں پگڑی پہنے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد وہ خط کے ذریعہ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئیں۔ اس کے آٹھ ماہ بعد حضرت اقدسؑ انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت خانصاحب ایک پرجوش تبلیغ کرنے والے آدمی تھے آپ کی تبلیغ کے ذریعہ آپ کے رشتہ داروں میں سے چند افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ الحمد للہ۔

آپ نے سنہ ۱۹۲۱ء کے ماہ اگست یا ستمبر میں وفات پائی اور اپنے علاقہ ناگر گاؤں میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے۔ اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ہمارے ایک مخلص بھائی

مکرم ظفر اللہ الیاس صاحب اس سال جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے اپنے وطن نائیجیریا سے تشریف لائے۔ آپ جماعت احمدیہ نائیجیریا کے ایک سرگرم کارکن ہیں آپکے والد محترم عبدالرحیم صاحب لمبے عرصے تک آنریری مشنری کے طور پر نہایت شوق سے جماعت کی خدمت کرتے رہے ہیں اور اب لیگوس سے ملحقہ علاقہ میں جماعت کے پریذیڈنٹ ہیں۔ ان کے ایک چچا اپنے ملک میں وزیر قانون رہے ہیں اور اب موجودہ حکومت میں بطور کمشنر آف جسٹس ملک کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ انکے ایک دوسرے چچا نائیجیریا مسلم کونسل کے چیئرمین ہیں۔ جناب ظفر اللہ الیاس اس وقت سنٹرل بنک آف نائیجیریا میں ڈپٹی اسسٹنٹ مینجر ہیں آپ نے جرنلزم کا Correspondence course بھی پاس کیا ہوا ہے آپ نائیجیریا کے نوجوانوں کی سب سے بڑی تنظیم Muslim Students Society کے وائس پریذیڈنٹ بھی ہیں۔ ان تمام مصروفیات کے باوجود آپ سلسلہ کے کاموں میں بعد شوق سرگرم عمل رہتے ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ نائیجیریا کی مجلس منتظمہ کے آپ ایک جوشیلے ممبر ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد بھی رہے ہیں۔ نیز نائیجیریا کے دارالحکومت سے شائع ہونے والے سلسلہ کے انگریزی اخبار "The Truth" کے ایڈیٹر بھی ہیں آپ کو اپنی عمر میں پہلی بار مرکزِ سلسلہ میں تشریف لانے کا موقعہ ملا ہے۔ اس سال جلسہ سالانہ میں آپ نے انگریزی میں مختصر خطاب بھی کیا۔ جلسہ کے بعد چند دن ربوہ میں قیام پذیر رہ کر ۱۳ر جنوری کو یہاں سے قادیان روانہ ہوگئے قیام ربوہ کے دوران آپ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھی تشریف لائے تھے۔ قادیان سے واپسی پر آپ کا حج کرنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور سلسلہ کی بیش از پیش خدمات بجا لانے کی توفیق دے۔

ماہ تبلیغ (فروری) کی چند اہم تبلیغی معلومات

★ ماہ تبلیغ (فروری) ۶ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قیصرِ روم اور کسریٰ ایران نیز دیگر معروف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے جن میں ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔

★ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سبز رنگ کے کاغذ پر مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی جو "سبز اشتہار" کے نام سے موسوم ہے۔

★ ۶ر فروری ۱۸۹۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر اہل پنجاب کو طاعون پھیلنے کی اطلاع دی۔ اور اصلاح احوال کی پُرزور تحریک فرمائی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ۱۹۰۲ء میں جبکہ مخالفین احمدیت کی مخالفت زوروں پر تھی۔ یہ مہلک وباء پنجاب میں پھوٹی اور ۱۹۰۷ء تک طاعون نے ایک ایسی خوفناک تباہی مچائی کہ الحفیظ والامان۔

—•—

★ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سنگین مقدمہ سے جو حفظ امن کے نام پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے دائر کیا تھا بری قرار دیئے گئے اور فریق مخالف کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی۔ اس مقدمہ کے بارہ میں قبل از وقت یعنی ۲ر فروری کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ رؤیا بشارت دی تھی کہ آپ بری ہوں گے اور دشمن ناکام و نامراد رہے گا۔

★ ۱۲ر فروری ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "حقیقۃ المہدی" تصنیف فرمائی۔ آپ پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بغاوت کا الزام لگایا تھا۔ اسی الزام کی تردید کے لئے یہ کتاب لکھی گئی۔

★ ۲۰ر فروری ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر امریکہ کے جھوٹے مدعی نبوت ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی کے خلاف فتح عظیم کے نشان کے ظہور کی اطلاع دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قہری نشان ڈاکٹر ڈوئی کے دردناک انجام کی صورت میں اس طرح نکلا کہ فالج کے سخت حملہ نے اس کے جسم کو ناکارہ کر دیا۔ اس کی خفیہ حیا سوز کارروائیوں کے منکشف ہونے پر اس کے سب مرید اس سے متنفر ہوگئے اور اس طرح وہ اپنی ناکامیوں کو دیکھتے ہوئے بڑی حسرت سے عالم فانی سے کوچ کر گیا۔

★ ۲۰ر فروری ۱۹۱۹ء کو حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والے امیر حبیب اللہ خان کو کسی نامعلوم شخص نے گولی سے ہلاک کر دیا اور جس طرح اس نے حضرت شہید مرحوم کے جسدِ اطہر پر سنگباری کی تھی اسی طرح علاقہ

الفاظ کا صحیح تلفظ

(۱۱)

الفاظ کے صحیح تلفظ کا سلسلہ پھر شروع کیا جاتا ہے۔ تسلسل کے لئے دیکھیں شمارہ ماہ نبوت ۱۳۴۷ ہش۔

اس مرتبہ بعض ایسے عربی الفاظ کا صحیح تلفظ پیش کیا جاتا ہے جو اردو زبان میں بھی مستعمل ہیں۔ لیکن ان کے تلفظ میں عام طور پر غلطی کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	غلط	صحیح
۵۶	توَکّل	توَکُّل
۵۷	مختصِر	مختصَر
۵۸	قَویٰ	قُویٰ
۵۹	وَقَف	وَقف
۶۰	ثالَث	ثالِث
۶۱	اِخلاق	اَخلاق
۶۲	غَلَط	غَلَط

(ص۔ م۔ خ)

سشنو ارکہ کے باغیوں نے اس کی قبر پر پتھراؤ کیا اور مرنے کے بعد اسے رجم کیا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ کا قہری نشان امیر حبیب اللہ خاں کے عبرتناک حشر کی صورت میں ظاہر ہوا۔

★ فروری ۱۹۳۱ء میں "انصار اللہ" کا احیاء ہوا اس تنظیم نے ملک کے طول و عرض میں نمایاں تبلیغی خدمات انجام دیں۔

★ فروری ۱۹۲۴ء سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور کشوف و رؤیا کی جمع و تدوین کا کام شروع ہوا۔ یہ کام ایک کمیٹی کے سپرد ہوا۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور بعض دوسرے جلیل القدر صحابہ پر مشتمل تھی۔

★ فروری ۱۹۳۷ء میں سلسلہ کی ضروریات کے پیش نظر نظارت امور عامہ کی طرف سے ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی مخلصین جماعت کو تحریک کی گئی۔ یہ تحریک غیر معمولی طور پر کامیاب ہوئی۔ اور ساٹھ ہزار کی بجائے پچھتر ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ ایثار پیشہ احمدیوں کے اس جذبہ اخلاص کو مسلم پریس نے بھی بہت سراہا۔

۴ر فروری ۱۹۳۸ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نوجوانوں کی تنظیم کو مجلس خدام الاحمدیہ کے نام سے موسوم فرمایا۔

(م۔ ک۔ د)

مجالس خدام الاحمدیہ میدانِ عمل میں

انگلستان

مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہی ہیں چنانچہ مسجد احمدیہ لندن کے اوپر Tank کے Central Heating اور نالیوں کی حفاظت کے لئے ان کو لکڑی سے ڈھانپنے کی ضرورت تھی چنانچہ ۲۹ و ۳۰ نبوت کو ایک شاندار وقار عمل ہوا جس میں روزہ دار خدام شدید برفباری کے باوجود صبح ساڑھے نو بجے سے رات نو بجے تک کام کرتے رہے اور نہایت خوش اسلوبی سے اس کام کو سرانجام دیا۔ اسکے علاوہ مختلف اخباری نمائندگان سے رابطہ قائم کیا گیا اور انہیں رمضان اور عید کے بارہ میں معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ نیز مصر، سعودی عرب، اردن، شام اور مراکش کے سفارتخانوں کو اسلامی بنیادوں پر عرب اتحاد کے بارہ میں خطوط لکھے گئے۔

مجلس بلنگھم انگلستان کے زیر اہتمام گذشتہ ماہ دو اجلاس ہوئے جن میں خدام و اطفال کو سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی تلقین کی گئی چنانچہ چھ خدام اور تین اطفال نے یہ آیات حفظ کر لی ہیں۔ اس کے علاوہ نمازِ عید کے انتظامات کے سلسلہ میں بھی خدام نے کافی محنت کی۔ اسی طرح مجلس گلاسگو اور کرائیڈن میں قائدین نے خدام و اطفال کو سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ خدام و اطفال کی اکثریت یاد کر چکی ہے باقی حفظ کر رہے ہیں۔

امریکہ

ماہ فتح کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے دو خدام نے سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات یاد کیں۔ اور سات اطفال نے سات سات آیات یاد کیں۔

ماریشس

مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس کے تمام خدام، اطفال اور ناصرات سورۃ البقرہ کی سترہ آیات یاد کر رہے ہیں۔ دس فیصد کے قریب مکرم امام صاحب کو سُنا چکے ہیں۔ اور اب معانی یاد کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۵ رفتح کو جب ایک پانچ سالہ بچی نے لاؤڈ سپیکر پر مسجد میں یہ تمام آیات سنائیں تو مسجد حبذا کی صداؤں سے گونج اٹھی۔

سوئٹزرلینڈ

مجلس خدام الاحمدیہ سوئٹزرلینڈ کے ایک خادم نے اس ماہ تمام نماز مکمل یاد کی۔ اور اب

(باقی ص ۴۶ پر)

۴۸-۱۳۴۷ ہش میں علمِ انعامی کے مقابلہ

نمبر شمار	نام مجلس	تجنید ۵۰	اعتماد ۷۵	اطفال ۷۵	مال ۷۵	تربیت ۱۵۰	اصلاح وارشاد ۷۵	تحریک جدید ۷۵
۱	ڈرگ روڈ	۵۰	۷۳	۶۲	۷۳	۸۰	۴۲	۵۴
۲	لائل پور	۵۰	۷۵	۵۷	۷۲	۶۰	۵۱	۴۸
۳	سرگودھا	۵۰	۵۸	۴۲	۶۹	۶۷	۴۸	۴۸
۴	کراچی	۴۰	۶۸	۴۷	۷۴	۶۶	۳۱	۵۲
۵	بھکر	۴۰	۶۴	۴۹	۵۲	۲۸	۵۷	۱۷
۶	خوشاب	۵۰	۶۷	۳۶	۶۰	۶۶	۲۵	۲۹
۷	ملتان	۲۳	۶۲	۳۲	۶۹	۶۲	۲۴	۳۵
۸	مغلپورہ	۴۳	۴۷	۳۹	۵۷	۴۷	۳۲	۱۷
۹	لاہور	۱۱	۵۰	۱۸	۷۳	۵۹	۳۱	۲۴
۱۰	ربوہ	-	۵۱	۴۲	۵۵	۶۰	۳۷	۱۲
۱۱	سیالکوٹ	۱۰	۴۸	۸۵	۶۷	۳۸	۹	۱۸
۱۲	راولپنڈی	۵	۴۳	۲۵	۵۲	۳۶	۱۶	۲۴
۱۳	گرمولا ورکاں	۳۵	۳۶	۴۰	۵۶	۱۵	۲۲	۳۱
۱۴	ماڈل ٹاؤن	۲۰	۵۱	۱۳	۶۴	۳۶	۲۲	۱۶
۱۵	حیدرآباد	۱۵	۴۵	۱۶	۵۲	۱۶	۱۶	۴۰
۱۶	بازید خیل	۳۰	۵۳	۲۱	۴۲	۲۱	۹	۱۵

میں شامل ہونیوالی مجالس کا شعبہ وار جائزہ

صنعت و تجارت ۵۰	صحت جسمانی ۵۰	خدمت خلق ۵۰	تعلیم ۷۵	وقار عمل ۵۰	اشاعت ۵۰	میزان ۹۰۰	مرکزی تاثرو غیر معمولی کام ۱۰۰	میزان کل ۱۰۰۰	پوزیشن
۲۶	۲۱	۳۱	۴۲	۲۵	۴۵	۶۲۴	۳۰	۶۵۴	اوّل
۳۳	۳۲	۳۲	۳۳	۳۱	۳۲	۶۰۶	۴۸	۶۵۴	اوّل
۲۷	۲۶	۳۳	۳۷	۲۳	۳۰	۵۵۸	۲۰	۵۷۸	دوم
۲۳	۱۷	۴۲	۲۵	۲۲	۲۸	۵۳۵	۲۵	۵۶۰	سوم
۱۱	۵	۲۳	۳۲	۱۷	۹	۴۰۴	۲۰	۴۲۴	
۶	-	۱۰	۲۴	۱۹	۸	۴۰۰	۲۰	۴۲۰	
۱۱	۱۵	۷	۲۸	۹	۱۱	۳۸۸	۱۹	۴۰۶	
۶	۱۰	۲۱	۲۹	۲۸	۶	۳۸۲	۱۹	۴۰۱	
۱۳	۱۵	۲۹	۲۰	۲۲	۷	۳۸۲	۱۹	۴۰۱	
۸	۳۶	۲۹	۱۹	۱۶	۱۰	۳۷۵	۱۹	۳۹۴	
۱	۱۳	۱۴	۱۴	۱۹	۱۶	۳۲۲	۱۶	۳۳۸	
۱۰	۹	۱۸	۲۵	۲۲	۹	۳۱۴	۱۶	۳۳۰	
-	۴	۱۱	۱۴	۴۳	۱	۳۰۸	۱۵	۳۲۳	
۸	۱۶	۱۶	۱۸	۱۲	۲	۲۹۴	۱۵	۳۰۹	
۱۲	۴	۲۰	۱۲	۱۵	۸	۲۷۴	۱۴	۲۸۸	
۸	۵	۱۷	۲۶	۲	۶	۲۵۵	۱۳	۲۶۸	

بقیہ مجالس خدام الاحمدیہ میدان عمل میں

وہ سورۃ البقرہ کی سترہ آیات یاد کر رہے ہیں۔

سیرالیون

مکرم نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں ملک کی تمام جماعتوں کو ان آیات کے حفظ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ جس کے نتیجہ میں مجلس کے تمام اطفال، خدام و انصار نے قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات کو حفظ کرنا شروع کر دیا ہے۔ بعض مساجد میں ان آیات کے حفظ کے لئے بعد از نماز مغرب کلاسیں شروع کر دی گئی ہیں۔

مجلس کرونڈی

۱۵ ارفتح کو مجلس کرونڈی کے خدام اور اطفال نے ایک شاندار وقار عمل کیا۔ جس میں ۲۰۰ فٹ لمبی اور ۱۵ فٹ چوڑی گلی کی صفائی کی گئی۔ نیز ایک ۴۵ فٹ لمبی نالی جو کہ کوڑا کرکٹ کی وجہ سے بند ہو گئی تھی۔ درست کی گئی۔ علاوہ ازیں مسجد کی دیواروں کو دھو کر صاف کیا گیا۔ وقار عمل کے دوران خدام اور اطفال نے بے مثال ذوق و شوق اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

(ا - ح - ل)

Digitized By Khilafat Library Rabwah
خیالِ خاطرِ احباب
عزیز احباب کی خاطر مدارات، ہماری تہذیبی روایات کا
قیمتی سرمایہ ہے۔ مہمان نوازی کی روایات کو برقرار
رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مہمانوں کی خدمت میں شیزان
پیش کیجئے۔ شیزان تازہ پھلوں کا رس مزیدار بھی ہے
اور صحت بخش بھی!
مالٹا۔ آم۔ سیب۔ انار۔ آلو بخارا اور لیموں ٹیٹا
قدرتی ذائقوں میں دستیاب ہے۔
مہمان یا میزبان — سب کی پسند شیزان!
شیزان
شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ — لاہور
ORIENT